

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

وقت کا زبردست چیلنج اور اس کا مقابلہ

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله وصحبه اجمعين، اما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم، وما انت كان المؤمنون لينفروا كافة فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون (التوبة: ۱۲۲)

حضرات! اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیا قرآن مجید میں مدارس دینیہ کا تذکرہ ہے، کیا ان کے فرائض و واجبات کا ذکر ہے تو میں کہوں گا کہ قیامت تک کے لئے اس آیت میں مدارس کے فرائض اور ذمہ داریوں کی پوری تصویر کھینچ کر رکھ دی گئی ہے اس آیت میں مدارس کی ذمہ داری کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ تو عملاً ممکن نہیں کہ سب مسلمان گھروں سے نکل آئیں تو ایسا کیوں نہیں ہوا کہ مومنوں کی ہر جماعت میں سے ایک جماعت دین میں سمجھ پیدا کرنے کے لئے گھروں سے نکل کھڑی ہوئی تاکہ جب یہ لوگ دین سکھ کر اور اس میں گہری سمجھ پیدا کر کے اپنے ملک و قوم میں واپس جائیں تو انہیں عصر حاضر کے فتنوں سے ڈرائیں اور باخبر کریں تاکہ ان کی قوم ان فتنوں سے چوکنا ہو جائے اور ان سے بچنے کی کوشش کرے۔ حقیقت میں مدارس کا کام یہی ہے کہ وہ ایسے افراد تیار کریں جو اپنے زمانے کے نئے نئے فتنوں اور سازشوں سے واقف ہوں اور ان کے مقابلہ کے لئے پوری طرح تیار ہوں۔

حضرات! تاریخ کے ایک طالب علم اور مشرق و مغرب کو قریب سے دیکھنے اور ایک تجربہ کار و واقف کاری حیثیت سے میں عرض کرتا ہوں کہ مسلمانوں کی تاریخ میں دو بڑے عالمگیر خطرات پیدا ہوئے، ایک تو صلیبی حملہ تھا جس کا مقصد صرف بیت المقدس پر قبضہ کرنا تھا بلکہ مغربی طاقتوں کے پیش نظر حرمین شریفین پر بھی قبضہ کرنا تھا، اگر سلطان صلاح الدین ایوبی کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے ایک قائد مخلص مجاہد نہ کھڑا کیا ہوتا تو خدا نخواستہ آج عالم اسلام کا وجود ختم ہو گیا ہوتا، ایک مرد غیب پیدا ہوا، اس نے مسلمانوں کی منتشر طاقتوں کو یکجا کیا اور پوری قوت سے صلیبیوں پر ضرب کاری لگائی اور ان کو ایسی شکست دی کہ دوبارہ عالم اسلام پر یورش کی جرأت انہیں نہ ہو سکی، یہ ذہن میں رہے کہ اس یورش کے پیچھے کوئی دعوت و تحریک اور فلسفہ نہیں تھا۔

دوسرا خطرہ تاتاری کی صورت میں سامنے آیا، تاتاری جیسی وحشی قوم نے عالم اسلام پر زبردست حملہ کیا، شہروں کی اینٹ سے اینٹ مجادی سروں کے مینار کھڑے کر دیئے۔ ان کا اصل نشانہ اگرچہ عراق، ایران اور ترکستان تھے اور انہوں نے انہیں پوری طرح تاراج کر کے رکھ دیا تھا مین ان تاتاریوں کی ہیبت اور غیر معمولی دھاک دلوں پر

ایسی بیٹھی ہوئی تھی کہ اس زمانہ میں یہ بات ضرب المثل بن گئی تھی کہ ہر بات مان لینا لیکن اگر تم سے یہ کہا جائے کہ تاتاریوں کی شکست ہوگئی تو اس بات پر یقین نہ کرنا اس طرح کہاں عراق و ایران اور کہاں انگلستان کا ساحل، مورخین نے لکھا ہے کہ تاتاریوں کی ہیت سے انگلستان پر چھیرے عرصہ تک شکار کھیلنے نہیں نکلے، اس زمانہ میں یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ عالم اسلام سیاسی و مادی لحاظ سے ختم ہو جائے گا، ان کے حملہ کی نوعیت فوجی تھی، یہ مسلمانوں کی نسل کشی کی مہم تھی، ان کی اس یورش کے ساتھ کوئی دعوت نہیں تھی اور نہ کوئی فلسفہ تہذیب، اور تحریک و دعوت اس کا پس پردہ کام کر رہی تھی اور نہ کسی کلچر اور تہذیب اور ثقافت کو غالب کرنے کا جذبہ، ان تاتاریوں کے اندر کارفرما تھا، اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کو بھی ختم کرنے کے لئے مصری جنرل اظہار بیہس کو کھڑا کیا جس نے تاتاریوں کو شکست فاش دی اور وہ بے اثر ہو کر رہ گئے، روحانی و اعتقادی اعتبار سے بھی اسلام کی دعوت نے اس پوری قوم کو مسخر کر لیا۔ اور تاتاری من حیث القوم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضرات! لیکن آج کے دور میں جو زبردست چیلنج اور غیر معمولی دور رس اثرات و نتائج کے حامل خطرات ہیں وہ پہلے دو خطرات اور چیلنجوں سے کہیں زیادہ سنگین حد تک مضر اور نقصان دہ ہیں۔ آج جدید تعلیم یافتہ اور حکمران طبقہ کے دل و دماغ میں یہ بات پوری طرح رائج کرنے کی کوشش سیاست و اقتدار اور صحافت کے ذریعہ کی جا رہی ہے کہ آج کے دور میں اسلام کا کوئی پیغام نہیں، وہ ایک پرانی یادگار ہے، وہ جدید دور کا ساتھ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتا، اس کی آج کوئی ضرورت نہیں، اس نے ایک زمانہ میں اچھا کردار ادا کیا تھا اس نے دختر کشی ختم کر دی تھی، علم کو فروغ دینے میں اس نے بڑا رول ادا کیا تھا، اور اب قدیم یہودی اور عیسائی مذہب کی طرح اسلام بھی ایک بے جان مذہب ہے، اس وقت یورپ اور امریکہ کی پوری طاقت اسی پر صرف ہو رہی ہے، آج اسرائیل کی موروثی و نسلی ذہانت و شطارت (چالاکي) جس میں تحریبی ذہانت شامل ہے) اور امریکی وسائل و ذرائع اس کی اعانت اور اثر و نفوذ سب اس بات پر صرف ہو رہے ہیں کہ عالم اسلام کے تمام ممالک حتیٰ کہ حرمین شریفین بھی (خدا نخواستہ) اس سازش کا شکار ہو جائیں۔ ان مغربی طاقتوں نے عالم اسلام کے حکمرانوں اور وہاں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو یہ پوری طرح باور کرایا ہے کہ اس وقت سیکولرازم اور قوم پرستی کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے۔ مغرب کی مکمل تقلید ہی میں ان کی ترقی اور کامیابی مضر ہے۔ یہ اتنا خطرناک اور عالم اسلام کے خلاف اتنی گہری سازش ہے کہ اس کی سنگینی کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا، اس کے دور رس اثرات و نتائج کا اندازہ کرنے سے راتوں کی نیند اڑ جاتی ہے، نشر و اشاعت کے تمام ذرائع کے ساتھ ساتھ سیاسی و مادی اثر و نفوذ کو بھی استعمال کیا جا رہا ہے، ہمارے پاس اس کے دلائل و شواہد ہیں کہ ان تمام سازشوں کا مرکز اسرائیل ہے اور وہی اس کی قیادت کر رہا ہے، اس زبردست فتنہ کا مقابلہ مدارس دیدیہ ہی کر سکتے ہیں۔ (ماخوذ از: کاروان زندگی جلد ششم)